اسلام میں نکاح کی اہمیت اور معاشرے پر اثرات

Importance of Nikah marriage bond in Islam and its impact on society

عفیفہ رشید*

سید نعیم بادشاہ بخاری**

Abstract

Every nation and religion has its specific social and domestic fabric which is pointed as a stand out characteristic of that nation and society. No society is excluded from this and this has been characteristics of humanity right from day one. Not a single society can exist in the absence of such practiced rules and regulations. Domestic law comprises laws about Nikah, a marriage bond, divorce, Kula, divorce through court and financial support to a family etc. etc.

Marriage bond is the best way for the continuation of human race, and protection of eye and heart from going astray. Chastity, nobility, shyness and neat and clear character is guaranteed when one gets into a marriage bond in true sense. Marriage bond is not the name of a mere sexual and physical interaction of a man and a woman. It is in fact a strong interaction and relation between two families. It is not a name of satisfaction of temporary physical a basic human instinct but is an institute which makes a strong and socially connected society out of strongly built families. There are many social, financial and physical benefits of marriage bond awareness about which is utmost important. With more awareness about the institute of marriage we can create a better society into being. The current article explores the same issue into details and in research oriented way.

....

* ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

** سپروائزر چیئرمین، شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

تمہید

اسلام میں نکاح کی بڑی فضلیت ہے۔ اسلام نے نکاح کے تعلق سے جو فکرِ اعتدال اور نظریہ توازن پیش کیا ہے وہ نہایت جامع اور بے نظیر ہے۔ اسلام کی نظر میں نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کا نام نہیں ہے۔ انسان کی جس طرح بہت ساری فطری ضروریات ہیں بس اسی طرح نکاح بھی انسان کی ایک اہم فطری ضرورت ہے۔ اس لیے اسلام میں انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے کے ساتھ پورا کرنے کی اجازت ہے اور اسلام نے نکاح کو انسانی بقاو تحفظ کے لیے ضروری بتایا ہے اسلام نے تو نکاح کو احساسِ بندگی اور شعورِ زندگی کے لیے عبادت سے تعبیر فرمایا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: "النكاح من سنتي "نکاح کرنا میری سنت ہے۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو آدھا ایمان بھی قرار دیا ہے

"اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ اِسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ فِيْ النِّصْفِ الْبَاقِيْ"

جو کوئی نکاح کرتا ہے تو وہ آدھا ایمان مکمل کرلیتا ہے اور باقی آدھے دین میں اللہ سے ڈرتا رہے۔[2]

نکاح انبیاء کرام کی بھی سنت ہے۔

ارشاد ربانی ہے "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً"

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے یقیناً رسول بھیجے اور انہیں بیویوں اور اولاد سے بھی نوازا۔[3]

۔اس ارشاد ربانی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام بھی صاحب اہل وعیال رہے ہیں۔

ارشاد نبوی اس طرح ہے حضرت ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رسولوں کی چار سنتیں ہیں: ۱ شرم وحیا کا خیال ۲ مسواک کا اہتمام ۳ عطر کا استعمال ۴ نکاح کا التزام[4]۔

نکاح کی اہمیت ان احادیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کرلینا چاہئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے یعنی نظر کو بھکنے سے اور جذبات کو بے لگام ہونے سے بچاتا ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسے چاہئے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لیے وقتاً فوقتاً روزے رکھے[5]۔

اسی طرح ایک مرتبہ جب بعض صحابہ کرام نے عبادت وریاضت میں یکسوئی ودلچسپی کے پیشِ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوت شہوت کو ختم کردینے کی خواہش ظاہر کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایسا کرنے سے منع فرمایا اور شادی نہ کرنے کو زندگی سے فرار اختیار کرنا قرار دیا۔ اس لیے کہ اسلام زندگی سے فرار کی راہ کو بالکل ناپسند کرتا ہے۔

چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاکُمْ لَه وَلٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' [6]

بخدا میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس کی ناراضگی سے بچنے والا ہوں لیکن میرا حال یہ ہے کہ میں کبھی نفل روزے رکھتا ہوں اور کبھی بغیر روزوں کے رہتا ہوں راتوں میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں یہ میرا طریقہ ہے اور جو میرے طریقے سے منہ موڑے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

انسان کسی قدر آرام طلب واقع ہوا ہے اور فطری طور پر راحت و سکون کا محتاج ہے اور اسی طرح فطری جذبات اور انسانی خواہشات کو پورا کرنے کا مزاج رکھتا ہے۔ راحت و مسرت سکون و اطمینان اس کی فطرت میں داخل ہیں۔ انسان کو اپنے مقصد تخلیق میں کامیاب ہونے عبادت میں یکسوئی و دلچسپی پیدا کرنے بندوں کے حقوق کو اچھی طرح ادا کرنے اور اپنے متضاد جبلی اوصاف کو صحیح رخ پر لانے کے لیے نکاح انسان کے حق میں نہایت موئثر ذریعہ اور کارآمد طریقہ ہے۔ اللہ نے نکاح میں انسان کے لیے بہت سے دینی و دنیاوی فائدے رکھے ہیں۔ مثلاً معاشرتی فائدے خاندانی فائدے اخلاقی فائدے سماجی فائدے نفسیاتی فائدے غرضیکہ فائدوں اور خوبیوں کا دوسرا نام نکاح ہے۔

انسان کو نکاح کے ذریعہ صرف جنسی سکون ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ قلبی سکون ذہنی اطمینان غرض کہ ہر طرح کا سکون میسر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا'' [7]

وہی اللہ ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنادیا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔

اس آیت سے عورت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ عورت مرد کے حق میں ایک انمول تحفہ ہے اور مرد کے لئے باعث سکون و اطمینان ہے لہٰذا جو مرد عورت کی قدر کرتا ہے وہ کامیاب اور پر سکون زندگی گزارتا ہے۔ اگر انسان نکاح سے جو انسانی فطری ضرورت ہے منہ موڑنے کی کوشش کرتا ہے تو انسان کو خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نکاح کے بغیر سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ تاریخ میں چند استثنائی صورتوں اور چند مذہبی لوگوں کے افکار کے علاوہ دنیا میں ہمیشہ تمام انسان ہر زمانے میں شادی کو اہم ضرورت تسلیم کرتے آئے ہیں تاریخ کی روشنی میں شادی سے مستثنیٰ کبھی کوئی قوم مذہب اور ملت نہیں رہے ہیں۔ ہر مذہب و ملت میں مقررہ

مراسم اور رواجات کے بغیر تعلقات مرد وعورت برے اوراخلاق سے گرے ہوئے سمجھے گئے ہیں اگر چہ ہر مذہب وملت میں شادی کے طور طریقے رسم ورواج الگ الگ رہے ہیں بحرحال شادی کی اہمیت پر سب متفق ہیں۔

نکاح کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا لیکن اس لفظ کا اطلاق مجامعت کرنے اور عقد کے معنی پر بھی ہوتا ہے کیونکہ مجامعت اور عقد دونوں ہی میں جمع ہونا اور ملنا پایا جاتا ہے لہذا اصول فقہ میں نکاح کے یہی معنی یعنی جمع ہونا بمعنی مجامعت کرنا مراد لینا چاہئے بشرطیکہ ایسا کوئی قرینہ نہ ہو جو اس معنی کے خلاف دلالت کرتا ہو۔

علماء فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس خاص عقد و معاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد وعورت کے درمیان ہوتا ہے اور جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔نَكَحَت الرَّجُلُ المَرْأَةَ فعل - عورت سے شادی کرنا نکاح کرنا قران پاک میں ہے :فانکحوا ماطاب لکم من النساء أَنْكَحَ أَلمَرْأَةَ فعل - عورت کا نکاح کرانا شادی کرنا قران پاک میں ہے : وانکحوا الایامی منکم

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں۔

لغت کے اعتبار سے نکاح کے معنی کیا ہیں۔ علمائے لغت میں اس امر پر بہت کچھ اختلاف ہوا ہے کہ عربی زبان میں نکاح کے اصل معنی کیا ہیں۔ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ لفظ وطی اور عقد کے درمیان لفظاً مشترک ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ ان دونوں میں معنی مشترک ہے تیسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کے اصل معنی عقد تزویج کے ہیں اور وطی کے لیے اس کو مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ چوتھا گروہ کہتا ہے کہ اس کے اصل معنی وطی کے ہیں اور عقد کے لیے مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن راغب اصفہانی نے پورے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے کہ ”لفظ نکاح کے اصل معنی عقد ہی کے ہیں۔ پھر یہ لفظ استعارۃ جماع کے لیے استعمال کیا گیا ہے، اور یہ بات محال ہے کہ اس کے اصل معنی جماع کے ہوں اور استعارے کے طور پر اسے عقد کے لیے استعمال کیا گیا ہو“۔اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ جتنے الفاظ بھی جماع کے لیے عربی زبان میں، یا دنیا کی کسی دوسری زبان میں حقیقتاً وضع کیے گئے ہیں وہ سب فحش ہیں۔ کوئی شریف آدمی کسی مہذب مجلس میں ان کو زبان پر لانا بھی پسند نہیں کرتا اب آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ جو لفظ حقیقتاً اس فعل کے لیے وضع کیا گیا ہو اسے کوئی معاشرہ شادی بیاہ کے لیے مجاز و استعارہ کے طور پر استعمال کرے اس معنی کو ادا کرنے کے لیے تو دنیا کی ہر زبان میں مہذب الفاظ ہی استعمال کیے گئے ہیں نہ کہ فحش الفاظ۔

علمائے احناف بالعموم یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ لفظ حقیقتاً وطی کے لیے اور مجازاً عقد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ احناف کی متفق علیہ رائے نہیں ہے۔ بعض مشائخ حنفیہ اس لفظ کو وطی اور عقد کے درمیان مشترک معنوی بھی قرار دیتے ہیں۔ پھر نکاح کی شرعی تعریف تو ان کے ہاں یہی ہے کہ" هوعقد يفيد ملك المتعة قصداً "یا" عقد وضع لتمليك منافع البضع"۔

میرے نزدیک قرآن وسنت میں نکاح ایک اصطلاحی لفظ ہے جس سے مراد لازماً عقد تزویج ہی ہے اور جب یہ لفظ مطلقاً استعمال ہوگا تو اس سے مراد عقد ہی لیا جائے گا الایہ کہ کوئی قرینہ اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ یہاں مراد محض وطی یا عقد الوطی ہے۔[8]

نسلِ انسانی

نکاح کا ایک اہم اور بنیادی مقصد افزائش نسل ہے،

یہ فطرت کا منشا اور قدرت کا دستور ہے، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے:

الذی أحسن كل شئ خلقه وبدأ خلق الانسان من طين ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهين [9]

اللہ نے ہر اس چیز کو جو اس نے بنائی بہترین بنایا،اورانسان کی تخلیق مٹی سے شروع کی، پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے نچوڑ سے پیدا کیا۔

ازدواجی تعلق کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ابوریحان البیرونی لکھتے ہیں۔

"کوئی قوم ازدواج کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس سے شہوانیت، جس کو ہر مہذب ذہن برا سمجھتا ہے بے لگام ہونے سے رک جاتی ہے اور ان وجوہات کا انسداد ہو جاتا ہے جو حیوانات کو ایسا مشتعل کر دیتے ہیں جن سے ان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر آپ ان جانوروں پر غور کریں جو جوڑے کی شکل میں رہتے ہیں اور دیکھیں کہ اس جوڑے کا ہر فرد کس طرح دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ اور جوڑا بن کر رہنے کی وجہ سے کہ کس طرح دوسرے جانوروں کی شہوت سے محفوظ رہتے ہیں تو آپ بلا تامل یہ کہہ اُٹھیں گے کہ ازدواج ایک ضروری ادارہ ہے اور زنا ایک شرمناک عمل ہے جو انسان کو جانوروں کی سطح سے بھی نیچے گرا دیتا ہے حالانکہ حیوانات کا درجہ انسان سے بہت نیچے ہے" [10]

بقول سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ:

"نکاح انسانی تمدن میں سب سے مقدم اور اہم مسئلہ ہے اور آج تک کے حکماء وعقلاء پریشان وسرگرداں رہتے

ہیں کہ اجتماعی زندگی میں عورت و مرد کا تعلق کس طرح قائم کیا جائے کیونکہ یہی تعلق دراصل تمدن کا سنگ بنیاد ہے اور تکمیلِ انسانیت کے لیے شادی کی ضرورت ہر قوم اور ہر زمانہ میں اہم رہی ہے۔" [11]

اولاد کی خواہش رکھنا اوراس کے لئے اللہ تبارک وتعالی سے دعاء مانگنا انبیاء کرام کی سنت ہے، قرآن کریم نے متعدد مقامات پر حضرت زکریاعلیہ السلام کی دعاء کا تذکرہ کیا ہے جس میں انہوں نے اولاد کی دعاء مانگی تھی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ذکررحمة ربک عبده زکریا إذ نادی ربه نداء خفیا قال رب إنی وہن العظم منی واشتعل الرأس شیباولم أکن بدعائک رب شقیا وإنی خفت الموالی من ورائی وکانت امرأتی عاقرا فہب لی من لدنک ولیا۔[12]

یہ اس رحمت کا ذکر ہے جو آپ کے رب نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی، جب انہوں نے اپنے رب کو دھیمی آواز میں پکارا، انہوں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، اور بوڑھاپے کی وجہ سے میرے سر کے بال چمکنے لگے ہیں، اوراے میرے رب! میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں ہوا، اور میں اپنے بعد رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطافرما۔

آپ ﷺ نے بھی امت کو ایسی عورتوں سے نکاح کی ترغیب دی ہے جو اپنے شوہر سے ٹوٹ کر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہوں، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

تزوجواالودودالولودفإنی مکاثربکم الأنبیاء یوم ا لقیامة[13]

زیادہ محبت کرنے والی اورزیادہ بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو؛ کیوں کہ قیامت کے دن میں تمہاری کثیر تعداد کے ذریعے دوسرے انبیاء پر فخر کروں گا۔

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

سوداء ولودخیرمن حسناء لا تلد [14]

وہ کالی کلوٹی عورت جو بچے جنتی ہے اس حسین عورت سے بدرجہا بہتر ہے جو بچے نہیں جنتی ہے۔

اولاد حصول کا حصول نکاح کا ایک بنیادی اوراساسی مقصد ہے، اس لئے شریعت کی نظر میں ہر وہ عمل اور طریقہ پسندیدہ نہیں جو اس مقصد کے درمیان حائل ہوسکے، اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے:

ولاتقتلوا أولادکم من إملاق نحن نرزقہم وإیاکم إن قتلہم کان خطأ کبیرا[15]

اور تم اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے نہ قتل کرو، ہم انہیں رزق دیں گے اور تمہیں بھی، ان کا قتل یقینا بہت

بڑا گناہ ہے۔

چنانچہ حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں :

فرقہ خوارج کے عورتوں کی عادت تھی کہ قربت کے وقت استقرار حمل کو روک دیتی تھیں، تاکہ حمل کی مصیبت اور بچوں کی پرورش کے عذاب سے آزاد رہیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ جب بصرہ تشریف لے گئیں تو ان خوارج عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ سے ملاقات کرنی چاہی، آپؓ نے ملاقات سے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ استقرار حمل کی مخالفت کرتی تھیں۔[16]

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ عزل کرنا درست ہے؟ آپؓ نے فرمایا: کیا ایسا کام کوئی مسلمان بھی کر سکتا ہے۔

حضرت ابو امامہؓ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا: میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مسلمان نے ایسا عمل کیا ہے۔ زادالمعادالغرض ضبط ولادت ،برتھ کنٹرول کی تدابیر کرنا مقصد نکاح کے منافی ہے، اور فطرت سے بغاوت ہے، اور فطرت سے بغاوت ہمیشہ انسان کے لئے تباہی وبربادی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

ذہنی اور جسمانی یکسوئی

نکاح جہاں نسلِ انسانی اور طلب اولاد کا وسیلہ ہے وہیں زوجین کے آپس میں محبت اور چین وسکون کا ذریعہ بھی ہے، نکاح سے میاں بیوی کو ایک دوسرے سے سکون واطمینان ملتا ہے، اور دونوں کی زندگی خوش خرم اوراسودہ طریقے پر گزرتی ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم کے اندر اپنی منجملہ نعمتوں میں ایک نعمت یہ بھی ذکر کی ہے کہ ہم نے بیوی کو شوہر کے لئے سکون واطمینان کا سامان بنایا ہے،

ومن آیاته أن خلقكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة [17]

اوراللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے ازواج پیدا کیے؛ تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اوراس نے تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کی۔

اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اللہ نے مرد وعورت دونوں کے جسمانی ہیءت میں ایک خاص قسم کی کشش اور جذبیت رکھی ہے، جس کی وجہ سے عام حالات میں فطری طور پر ہر مرد کا عورت کی طرف اور ہر عورت کا مرد کی طرف میلان پایا جانا ایک فطری چیز ہے، یہ ہر انسان کی فطرت اوراس کی طبیعت کا لازمی جز

ہے، ظاہر ہے کہ اس فطری اور طبعی خواہش کو پورا کرنے کا جاءز وسیلہ صرف اور صرف نکاح ہے، اگر اس فطری خواہش کو اس جاءز طریقے سے پورا نہیں کیا جائے گا اور اس کو نظر انداز کرنے کی کوششیں کی جائیں گی، تو یہ کسی ایسے راستہ کو تلاش کرنے میں مگن ہو جائے گا جو سماج، رواج اور مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہو گا، اور اب یہ حقیقت کسی باشعور اور حالات زمانہ سے واقف شخص سے مستور نہیں رہ گئی کہ پادری لوگ جو تبتل اور تجرد کی زندگی گزارنے کا دعوی کرتے ہیں اور راہبہ عورتیں جو شادی کیے بغیر پوری زندگی کلیسا اور گرجا گھروں میں وقف کر دینے کا ڈھونگ کرتی ہیں وہ در پردہ ایسے جنسی جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں کہ شرافت وحیا اپنی آنکھیں نیچی کر لیتی ہیں، اور ایک شریف انسان کا سر شرم کے مارے جھک جاتا ہے۔

دو خاندانوں کا باہمی ربط

نکاح کے جہاں اور بہت سارے فوائد ہیں وہیں نکاح کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے دو خاندانوں کے درمیان ایک خیر خواہی اور محبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے، اور اس رشتہ کو دوام رہتا ہے، دہ خاندان جو ابھی اجنبی اور ایک دوسرے کے لئے غیر معروف تھے، نکاح کا رشتہ قائم ہونے کے بعد ایک دوسرے کے ایسے شناسا بن جاتے ہیں کہ ایک خاندان دوسرے خاندان کے دکھ درد اور خوشی و مسرت کو اپنا دکھ درد اور اپنی خوشی و مسرت خیال کرتا ہے، بلکہ غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ نکاح سے صرف دو خاندانوں کے تعلقات ہی استوار نہیں ہوتے ؛بلکہ یہ پورے سماج اور پوری سوسائٹی میں افراد کے آپسی تعلقات کو خوش گوار اور بہتر بناتا ہے،، اور نکاح کے ان پاکیزہ مقاصد اور اس کے نافع مصالح کو پیش نظر رکا جائے تو ظاہر ہے کہ اس سماج میں خاندانوں کا ایک دوسرے سے گہری وابستگی ہو جاتی ہے، اور ان میں اخوت و محبت اور ایثار و ہمدردی کے صالح جذبات موجزن ہو جاتے ہیں، اور اسی طرح کئی خاندان کے مجموعے ہی کو سماج اور معاشرہ کہا جاتا ہے؛ اسی لئے پورا سماج امن وآشتی کا گہوارہ ہو گا، اور الفت و محبت کا درس اس معاشرے میں زبان زد عام وخاص ہو گا، اور یہی وہ سماج ہے جس کا مظلوم اور ستائی ہوئی انسانیت خواب دیکھ رہی ہے، اور اسی صالح اور خوش گوار معاشرے کے زیر سایہ پوری دنیا کے لوگ امن واطمینان اور چین وسکون سے رہ سکتے ہیں۔

شخصیت کی تعمیر

نکاح انسان کی شخصیت اور اس کے اخلاق و کردار پر بڑا اثر ہوتا ہے، اور اس کے افکار وخیالات کو نئی جلا بخشتا ہے، نکاح کے بعد شریعت نے شوہر کے ذمہ بیوی اور بال بچوں کے اخراجات کی ذمہ داری رکھی ہے، اور اہل وعیال پر وسعت سے خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے، نکاح کے بعد مسلسل یہ عمل کرنے سے ایک طرف انسان کے اندر ذمہ داری کا احساس

پیدا ہوتا ہے، اوراپنے فرائض کو بحسن وخوبی بجالانے کی فکر پیدا ہوتی ہے، تو دوسری طرف سخاوت اور دوسروں پر خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، بخل وحرص اور خود غرضی جیسی صفات رذیلہ انسان سے دور ہوتی ہیں، پھر نکاح کے بعد فطری طور پر انسان کے دل میں بیوی اور اس کے بچوں کی اتھاہ محبت رکھ دی گئی ہے، اور اس محبت کی وجہ سے انسان اپنی شریک حیات اور اولاد کے واسطے مال ودولت قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے، اور ان کی خاطر ہر قسم کی مشقت وتکلیف برداشت کرلیتا ہے، اور ان کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد اور ان کی خوشی ومسرت کو اپنی خوشی ومسرت سمجھتا ہے، ظاہر ہے کہ اس سے انسان کے اندر ایثار وہمدردی اور دوسروں کو فائدہ پہونچانے کی نیک خصلت پیدا ہوتی ہے، حقوق مانگنے کے بجائے حقوق ادا کرنے کی فکر ہوتی ہے، غریب اور بے سہارا لوگوں کے چہرے پر خوشی ومسرت کے آثار دیکھ کر اس کو قلبی اطمینان وسکون نصیب ہوتا ہے، اور ان کے آلام ومصائب کو دیکھ کر رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوجاتا ہے، اور خاندان کی تعمیر وتشکیل آپ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ہوتی ہے

المومنون تراحمهم ولطف بعضم ببعض كجسد رجل واحد إذا اشتكى بعض جسده ألم له سائرجسده [18]

مسلمان آپس میں محبت وہمدردی رکھنے میں آدمی کے جسم کے مانند ہیں، جب جسم کے کسی حصے میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ اگر زوجین کے مابین نااتفاقی اور ایسی غلط فہمیاں پیدا ہوجائے کہ اس مقدس رشتہ کا نبھانا مشکل اور ناممکن ہوجائے تو جدائی کے لئے بھی شریعتوں کچھ اصول وضوابط مقرر کئے ہیں جو طلاق اور خلع کی شکل میں رائج ہے۔

حواشی

---

1 ۔ بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح

2 ۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح۔

3 ۔ الرعد: ۳۸۔

4 ۔ ترمذی بحوالہ اسلامی معاشرہ، ص: ۶۰ مولانا یوسف اصلاحی۔

5 ۔ بخاری کتاب النکاح باب قول النبی مَنِ السْتَطَاعَ مِنْكُمْ۔

6 ۔ بخاری بحوالہ اسلامی معاشرہ، ص: ۶۳ مولانا یوسف اصلاحی۔

7 ۔ اعراف: ۱۸۹۔

[8]۔ترجمان القرآن بابت ماہ مارچ ۱۹۶۲ء میں تفہیم القرآن

[9]۔الم السجدۃ:۷،۸

[10]۔تاریخ ہندوستان، ابوریحان البیرونی، صفحہ نمبر ۲۰۳

[11]۔ پردہ، سید ابوالاعلیٰ مودودی، صفحہ نمبر ۱۰، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۹

[12]۔مریم:۵-۲

[13]۔مسند أحمد، حدیث نمبر:۱۳۵۶۹

[14]۔المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:۱۰۰۴

[15]۔بنی إسرائیل : ۳۱

[16]۔احیاء العلوم :۲/ ۵۲

[17]۔الروم :۲۱

[18]۔ صحیح ابن حبان، حدیث نمبر:۲۹۷